امتیاز علی تاج

(۱۹۰۰ء-۱۹۷۰ء)

اُردُو کے کامیاب ڈراما نگاروں کی فہرست میں امتیاز علی تاج کا نام بڑا نمایاں ہے۔ اُن کی جائے ولادت لاہور ہے مگر اُن کے والد، سید ممتاز علی، جو ایک بلند پایہ مصنّف اور مجلّہ "تہذیبِ نسواں" کے بانی مدیر تھے، دیو بند ضلع سہارن پور (یو۔پی، انڈیا) کے رہنے والے تھے۔

امتیاز علی تاج نے سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے پاس کیا۔ انھیں سکول کے زمانے ہی سے لکھنے لکھانے کے ساتھ دل چسپی تھی۔ ابھی تعلیم بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ انھوں نے ایک ادبی رسالہ "کہکشاں" نکالنا شروع کر دیا مگر ڈراما نگاری کا شوق کالج کے زمانے میں پیدا ہوا جہاں وہ کالج کے ڈرامیٹک کلب کے سرگرم رکن تھے اور اس فن میں انھوں نے اتنی ترقی کی کہ بائیس سال کی عمر میں ڈراما "انار کلی" لکھا جو ڈراما نگاری کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انھوں نے بہت سے ریڈیائی اور سٹیج ڈرامے لکھے۔ انھوں نے انگریزی اور فرانسیسی زبان کے ڈراموں کا اس عمدگی سے اُردُو ترجمہ کیا کہ ان کے کرداروں کو اپنے ماحول کے مطابق ڈھال لیا۔

امتیاز علی تاج مزاح نگار بھی تھے۔ مزاح نگاری کے ضمن میں اُن کا تخلیق کردہ ایک ڈرامائی کردار "چچا چھکن" ہے۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی متعدد ڈرامے لکھے جن میں شاملِ کتاب ڈراما "آرام و سکون" بھی ہے۔ "آرام و سکون" کا لبِ لباب یہ ہے کہ جن گھروں میں غُل غپاڑا ہوتا ہے اُن کا سکون برباد ہو جاتا ہے اور ایسے گھروں کے مکین، جو دفتروں میں ملازم ہیں مگر اُن کو گھروں میں آرام و سکون میسّر نہیں ہوتا، تو وہ اپنے گھروں پر دفتروں کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

آرام و سکون

مقاصدِ تدریس:

۱۔ طلبہ کو ڈراما نگاری کے فن سے روشناس کرنا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ کہانی مکالموں کے ذریعے کیسے آگے بڑھتی ہے۔
۳۔ طلبہ کو اُردو ڈراما نگاری میں سیّد امتیاز علی تاج کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کرنا۔
۴۔ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ مزاحیہ تحریر یا مکالمے سادہ ہی کیوں نہ ہوں، ہنسنے ہنسانے کی چیز نہیں بلکہ بین السطور کوئی مقصد یا پیغام بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔
۵۔ ڈراما "آرام و سکون" کے ذریعے طلبہ کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانا کہ بیمار کو آرام و سکون کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ شور غل سے زِچ آجاتا ہے۔
۶۔ طلبہ کو حروف کی چند اقسام، سابقے لاحقے اور مکالمہ نگاری کے بارے میں آگاہ کرنا۔

(اہم کردار)

ڈاکٹر----معالج بیوی----بیگم اشفاق میاں----اشفاق للّو------گھر کا ملازم

فقیر ننھا سقا

(منظر)

(میاں اشفاق (مریض) بیمار ہیں اور کمرے میں بستر پر لیٹے ہیں کہ ایک ڈاکٹر ان کا معائنہ کر چکنے کے بعد اُن کی بیوی کو تاکید کرتا ہے کہ اُن کے آرام و سکون کا خیال رکھا جائے۔)

●

ڈاکٹر: جی نہیں بیگم صاحبہ! تردّد کی کوئی بات نہیں، مَیں نے بہت اچھی طرح معائنہ کر لیا ہے۔ صرف تکان کی وجہ سے حرارت ہو گئی ہے۔ ان دنوں آپ کے شوہر غالباً کام بہت زیادہ کرتے ہیں۔

بیوی: ڈاکٹر صاحب ان دنوں کیا، ان کا ہمیشہ سے یہی حال ہے۔ صبح دس بجے دفتر جا کر شام سات بجے سے پہلے کبھی واپس نہیں آتے۔

ڈاکٹر: جبھی تو! میرے خیال میں انھیں دوا سے زیادہ آرام و سکون کی ضرورت ہے۔ کاروبار کی پریشانیاں اور اُلجھنیں بھُلا کر ایک بھی روز آرام و سکون سے گزرا تو طبیعت ان شاء اللہ بحال ہو جائے گی۔

بیوی: بیسیوں مرتبہ کہ چکی ہوں کہ اتنا کام نہ کیا کرو۔ نصیبِ دشمناں صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے مگر خاک اثر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ یہی کہ دیتے ہیں، کیا کیا جائے۔ ان دنوں کام بے طرح زوروں پر ہے۔

ڈاکٹر: ہر روز تھوڑا تھوڑا وقت آرام و سکون کے لیے نہ نکالا جائے تو پھر بیمار پڑ کر بہت زیادہ وقت نکالنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

بیوی: یہ بات آپ نے انھیں بھی سمجھائی؟ مَیں نے کہا سُن رہے ہو؟ ڈاکٹر صاحب کیا کہ رہے ہیں؟

www.ilmkidunya.com

میاں: ہوں۔۔۔۔!

ڈاکٹر: جی ہاں! میں نے سمجھا کر اچھی طرح تاکید کر دی ہے کہ دن بھر خاموش لیٹے رہیں۔

بیوی: تو تاکید کیا میں نہیں کرتی؟ مگر ان پر کسی کے کہنے کا کچھ اثر بھی ہو!

ڈاکٹر: جی نہیں! ابھی انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پورے طور سے میری ہدایات پر عمل کریں گے۔

بیوی: اور دوا کس کس وقت دینی ہے؟

ڈاکٹر: جی نہیں! دوا کی مطلق ضرورت نہیں۔ بس آپ صرف ان کے آرام و سکون کا خیال رکھیے۔ غذا جو کچھ دینی ہے، میں لکھ چکا ہوں۔

بیوی: بڑی مہربانی آپ کی۔

ڈاکٹر: تو پھر اجازت!!

بیوی: فیس میں آپ کو بھجوا دوں گی۔

ڈاکٹر: اس کی کوئی بات نہیں۔ آجائے گی۔

بیوی: (اونچی آواز سے پکار کر) ارے للّو! میں نے کہا ڈاکٹر صاحب کا بیگ باہر کار میں پہنچا دیجیو۔

ڈاکٹر: ایک بات عرض کر دوں بیگم صاحبہ! مریض کے کمرے میں شور و غل نہیں ہونا چاہیے۔ اعصاب پر اس کا بہت مضر اثر پڑتا ہے۔ خاموشی اعصاب کو ایک طرح کی تقویت بخشتی ہے۔

بیوی: مجھے کیا معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب؟ آپ اطمینان رکھیں اُن کے کمرے میں پرندہ پر نہ مارے گا۔ (ملازم آتا ہے)

للّو: حضور!

ڈاکٹر: اٹھا لو یہ بیگ۔ تو آداب!

بیوی: آداب! (ڈاکٹر اور ملازم جاتے ہیں۔ قریب آ کر) میں نے کہا سو گئے کیا؟

میاں: ہُوں! یوں ہی چُپکا پڑا تھا۔

بیوی: بس بس۔ بس بس چپکے ہی پڑے رہیے۔ ڈاکٹر صاحب بہت سخت تاکید کر گئے ہیں کہ نہ آپ بات کریں نہ کوئی آپ کے کمرے میں بات کرے۔ اس سے بھی تھکان ہوتی ہے۔ تمام وقت پورے آرام و سکون سے گزاریں۔ سمجھ گئے ناں؟

میاں: ہُوں۔ (کراہتا ہے)

بیوی: کیوں بدن ٹوٹ رہا ہے کیا؟

میاں: ہوں!

بیوی: کہو تو دبا دوں؟

میاں: ہُوں!

بیوی: سونے کو جی چاہ رہا ہو تو چلی جاؤں؟

میاں: اچھی بات۔ (کراہتا ہے)

بیوی: اگر پیچھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو؟ اچھا بلانے کی گھنٹی پاس رکھے جاتی ہوں۔ گھنٹی کہاں گئی؟ رات میں نے آپ یہاں میز پر رکھی تھی۔ اللہ جانے یہ کون اللہ مارا میری چیزوں کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے؟

(کنڈی کی آواز) کون ہے یہ نامراد؟ ارے للّو! او دیکھو، یہ کون کواڑ توڑے ڈال رہا ہے؟

للّو: (دور سے) سقّا ہے بیوی جی!

بیوی: سقا؟ گھر میں بہرے بستے ہیں جو کم بخت اس زور سے کنڈی کھٹکھٹاتا ہے؟ اللہ ماروں کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا کہ گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے۔ ڈاکٹر نے تاکید کر رکھی ہے کہ شور و غل نہ ہونے پائے اور اس سے کہو یہی وقت ہے، پانی لانے کا؟ اچھی خاصی دوپہر ہونے کو آگئی ہے۔ کل سے اتنی دیر میں آیا تو نوکری سے الگ کر دوں گی۔ میں نامراد کو بیسیوں مرتبہ کہلا چکی ہُوں کہ صبح سویرے ہو جایا کرے، کان پر جوں نہیں رینگتی۔

میاں: ارے بھئی! اب بخشو اسے۔

بیوی: بخشوں کیسے؟ ذرا طرح دو تو یہ لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔

میاں: ہُوں۔ (کراہتا ہے)

بیوی: کیوں زیادہ درد محسوس ہو رہا ہے؟

میاں: ہُوں۔

بیوی: للّو سے کہوں آکر دبا دے؟

میاں: اُوں ہُوں۔

بیوی: یہ دیکھو۔ یہاں انگیٹھی پر رکھی ہے۔ آپ بتایئے آپ سے آپ آگئی یہاں؟ پاؤں تھے اس کے؟ یہ سب حرکتیں اس للّو کی ہیں۔ کم بخت نے قسم کھا رکھی ہے کہ کوئی بھی چیز ٹھکانے پر نہ رہنے دے گا۔ اللہ جانے یہ نامراد میری چیزوں کو ہاتھ لگاتا کیوں ہے؟ للّو! ارے للّو!

میاں: ارے بھئی کیوں ناحق غل مچا رہی ہو۔ گھنٹی رات میں نے خود میز پر سے اٹھا کر انگیٹھی پر رکھ دی تھی۔ ہُوں! (کراہتا ہے)

بیوی: تم نے؟ اے ہے، وہ کیوں؟

میاں: ننّھا بار بار بجائے جا رہا تھا۔ میرا دم اُلجھنے لگا تھا۔ (کراہتا ہے)

للّو: (آکر) مجھے بلایا ہے بیوی جی؟

بیوی: کم بخت اتنی دیر سے آوازیں دے رہی ہوں، کہاں مر گیا تھا؟

للّو: آپ نے ریٹھے کوٹنے کو کہا، وہ گودام میں ڈھونڈ رہا تھا۔

میاں: ہُوں۔(کراہتا ہے)

بیوی: صبح سویرے کہا تھا، کم بخت تجھے اب تک ریٹھے مل نہیں چکے؟

للّو: جی مہلت بھی ملے۔ اِدھر گودام میں جاتا ہوں، اُدھر کوئی بلا لیتا ہے۔

بیوی: ہاں بڑا کام رہتا ہے ناں! بے چارے کو سر کھجانے کو فرصت نہیں ملتی۔ بھاگ یہاں سے۔ نکل، جا کر ریٹھے ڈھونڈ۔(للّو جاتا ہے) تو یہ گھنٹی یہاں تمھارے سرھانے رکھ جاتی ہوں۔

میاں: (کراہ کر) کواڑ بند کرتی جانا۔

بیوی: پیچھے اکیلے میں جی تو نہ گھبرائے گا تمھارا؟

میاں: (تنگ آ کر) نہیں بابا نہیں۔

بیوی: ارے ہاں۔ یہ تو میں نے دیکھا ہی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کھانے کے لیے کیا کیا چیزیں لکھ گئے ہیں۔ کہاں گیا ان کا لکھا ہوا کاغذ؟ اے لو یہ نیچے پڑا ہوا ہے۔ ابھی کہیں کوڑے میں چلا جاتا تو۔ ہوں۔ مالٹڈ ملک (Malted Milk) نارنگی کا رس، ساگودانے کی کھیر، کیا تیار کرا دوں اس وقت کے لیے؟

میاں: جو جی چاہے۔

بیوی: اس میں میرے جی چاہنے کا کیا سوال؟ کھانا آپ کو ہے یا مجھے؟

میاں: ساگودانہ بنا دینا تھوڑا سا۔

بیوی: بس! اس سے کیا بنے گا؟ یخنی پی لیتے تھوڑی سی۔ چوزے کی یخنی بنوائے دیتی ہوں۔ مقوی چیز ہے۔

میاں: بنوا دو۔

بیوی: (دو قدم چلتی ہے) مگر میں نے کہا۔ دیر لگ جائے گی یخنی کی تیاری میں، چوزہ بازار سے منگوانا ہو گا۔ اس للّو کو تو جانتے ہو۔ بازار جاتا ہے تو وہیں کا ہو رہتا ہے۔

میاں: اوں ہُوں۔

بیوی: تو پھر یوں کرتی ہوں۔(صحن میں بچہ پٹ پٹ گاڑی چلانے لگتا ہے)

میاں: ارے بھئی، اب یہ کیا کھٹ پٹ شروع ہو گئی۔

بیوی: ننھا ہے آپ کا۔ عید کے روز میلے میں سے یہ کھلونا گاڑی لے آیا تھا۔ نہ اس کم بخت کا دل اس سے بھرتا ہے نہ وہ کم بخت ٹوٹتی

www.ilmkidunya.com

ہے [illegible] کیا ننھے نہیں مانے گا نامراد؟ چھوڑ اس اپنی پٹ پٹ کو [illegible] کھولیے لیے پھر رہا ہے۔ صاحب زادے کا دل کسی طرح پڑھنے ہی میں نہیں آتا۔ چولھے میں جھونک دوں گی اس کم بخت کو، اتنا خیال بھی نہیں آتا ابا بیمار پڑے ہیں۔

[illegible]: شور و غل سے اُن کی طبیعت گھبراتی ہے۔

[illegible]: ہوں۔ (کراہتا ہے)

[illegible]: کم بخت ہوا درد؟

میاں: اوں ہوں۔

بیوی: تو میں کیا کر رہی تھی؟ کھانے کا پوچھ رہی تھی۔

(پھر ننھے کی پٹ پٹ کی آواز) پھر وہی۔ نہیں مانے گا نامراد، ٹھہر تو جا (غصّے میں جاتی ہے۔ میاں کراہتا ہے۔ دُور سے بیوی کی آواز آ رہی ہے۔)

چھوڑ اپنی یہ پٹ پٹ۔ (بچّہ رونے لگتا ہے) چپ نامراد، اتنا خیال نہیں ابا بیمار پڑے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے شور و غل نہ ہو، انھیں تکلیف ہو گی۔ چپ! خبردار جو آواز نکالی۔ گلا گھونٹ ڈالوں گی۔ (بچّہ رونا بند کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے)

کم بخت کا جو کھیل ہے، ایسا ہی بے ڈھنگا ہے۔ چل ادھر نہیں چپ ہو گا تو؟ (کھینچتی ہوئی لے جاتی ہے۔ میاں اس ہنگامے سے زچ ہو کر کراہے جا رہا ہے۔ بیوی کی آواز غائب ہوتے ہی کمرے میں جھاڑو پھرنے کی آواز آنے لگتی ہے۔)

میاں: (چونک کر) ہوں؟ ارے بھئی یہ گرد کہاں سے آنے لگی؟ لاحول ولا قوۃ۔ ارے کیا ہو رہا ہے؟

ملازم: جھاڑو دے رہا ہوں میاں!

میاں: کم بخت دفع ہو یہاں سے۔

ملازم: جھاڑو نہ دی تو خفا ہوں گی بی بی جی۔

میاں: بی بی جی کا بچّہ نکل یہاں سے۔ کہ دے اُن سے۔ (ملازم جاتا ہے) کواڑ بند کر کے جا۔ (میاں کراہ کر چپ ہو جاتا ہے، ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے اور بجتی رہتی ہے۔) ارے بھئی کہاں گئیں؟ ارے کوئی ٹیلی فون سننے تو آوے۔ لاحول ولا قوۃ۔ (خود اٹھتا ہے) ہیلو، میں اشفاق بول رہا ہوں۔ بیگم اشفاق کسی کام میں مصروف ہیں۔ اس وقت کمرے میں نہیں ہیں جی۔ یہاں کوئی ایسا نہیں جو اُنھیں بلا لائے۔ میں علیل ہوں۔ کیا فرمایا آپ نے؟ آواز دینے کے لیے ضروری نہیں کہ گلا بھی خراب ہو۔ آپ پھر کسی وقت فون کر لیجیے گا۔ میں نے عرض کیا ناں، چوں کہ میں بیمار ہوں، کمرے سے باہر نہیں جا سکتا۔ (زور سے فون بند کرتا ہے) بدتہذیب۔۔۔ گستاخ کہیں کی۔۔۔ ہوں۔

بیوی: مجھے بلایا تھا؟ ہے ہے تم اُٹھے کیوں!

میاں: اتنی آوازیں دیں کوئی سنے بھی!

بیوی: توبہ توبہ، لیٹو لیٹو۔ مَیں ذرا گودام میں چلی گئی تھی۔ للّو کو ریٹھے نکال کر دے رہی تھی۔ بلایا کیوں تھا؟ (ہمسائے کے ہاں گانا شروع ہوتا ہے۔)

میاں: فون تھا تمھارا۔

بیوی: کس نے کیا تھا؟

میاں: ہوگا کوئی۔ اب مجھے کیا پتا؟

بیوی: جب اُٹھ ہی کھڑے ہوئے تھے تو نام پوچھ لینا کوئی گناہ تھا؟

میاں: مَیں نے کہ دیا تھا پھر کرلیں فون۔

بیوی: مفت کی اُلجھن میں ڈال دیا۔ اللہ جانے کون تھی اور کیا چاہتی تھی؟

میاں: ارے بھئی کوئی ایسا ضروری کام نہیں تھا ورنہ مجھے پیغام نہ دے دیتیں۔ تم خدا کے لیے ان ہمسائے کے صاحب نادے کا ہارمونیم اور گانا بند کراؤ۔ میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔

بیوی: اب اسے کیوں کر روک دوں مَیں؟

میاں: بابا ایک دفعہ لکھ کر بھیج دو۔ مَیں بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے میرے لیے آرام و سکون کی ضرورت ہے۔ ایک روز ان صاحب زادے نے نغمہ سرائی نہ فرمائی تو دنیا کسی بہت بڑی نعمت سے محروم نہ ہو جائے گی!

بیوی: کہے تو دیتی ہوں مگر کہیں چڑ نہ جائیں۔

میاں: مناسب الفاظ میں لکھو ناں۔ ہُوں (کراہتا ہے)

(بے سُرے گانے کا شور جاری ہے۔ میاں کراہ رہا ہے۔ یک لخت بچّے کے رونے کی آواز)

بیوی: ارے کیا ہو گیا ننّھے؟

بچّہ: (زور سے) گر پڑا، خون نکل آیا۔

بیوی: (زور سے) خط لکھ رہی ہوں۔ ابھی آئی، چُپ ہو جا۔

میاں: (کراہتے ہوئے) یک نہ شُد دو شُد۔

بیوی: توبہ آپ تو بُو کھلا دیتے ہیں۔ دیکھ رہے ہیں، خط لکھ رہی ہوں۔ بچّے کو چپ کیوں کر کرا سکتی ہوں؟ نامراد چپ ہو جا۔ خون نکل آیا تو کیا قیامت آ گئی؟ ابھی آ رہی ہوں دو سطریں لکھ لوں۔

(میاں کراہتا ہے۔ بے سُرے گانے اور بچّے کے رونے کی آواز جاری ہے۔)

میاں: ختم نہیں ہوا خط؟ جانے کیا دفتر لکھنے بیٹھ گئی ہو۔

www.ilmkidunya.com

بیوی: ابھی ہوا جاتا ہے مختصر۔

(اس غل میں ایک فقیر کی آواز بھی شامل ہو جاتی ہے۔)

فقیر: بال بچے کی خیر۔ راہ مولا کچھ مل جائے فقیر کو۔

میاں: (کراہ کر) بس اِن ہی کی کسر رہ گئی تھی۔ ہوں!

بیوی: تو اب مَیں تو اُسے بلا کر لے نہیں آئی۔

میاں: ارے تو خدا کے لیے اُسے رخصت تو کر آؤ۔

للّو: او للّو! ارے او للّو!

(للّو ہاون دستے میں ریٹھے کوٹنے شروع کر دیتا ہے۔ بے سُرے گانے میں بچّے کے رونے، فقیر کی صدا اور ہاون دستے کی دھمک شامل ہو جاتی ہے۔)

میاں: ہائے توبہ، توبہ ہائے!

بیوی: ارے نامراد ریٹھے پھر کوٹ لینا۔ پہلے اس فقیر کو رخصت تو کر دے۔ (للّو ریٹھے کوٹنے میں بیوی کی آواز نہیں سنتا۔)

میاں (جلدی جلدی کراہتا ہوا گھبرا کر اُٹھ بیٹھتا ہے۔) میری ٹوپی اور شیروانی دینا۔

بیوی: ٹوپی اور شیروانی!!

میاں: ہاں مَیں دفتر جا رہا ہوں۔ ابھی دفتر جا رہا ہوں۔

بیوی: ہے ہے وہ کیوں؟

میاں: آرام و سکون کے لیے۔

(امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے)

● ●

www.ilmkidunya.com

مشق

www.ilmkidunya.com

(۱) ڈراما "آرام وسکون" کے متن کے حوالے سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) ڈاکٹر کے خیال میں مریض کو دوا سے زیادہ ضرورت تھی:

(الف) نیند کی (ب) تنہائی کی (ج) آرام وسکون کی (د) گپ شپ کی

(ii) میاں صاحب کا نام ہے:

(الف) اسحاق (ب) اشفاق (ج) عدنان (د) اشتیاق

(iii) ملازم گودام میں ڈھونڈ رہا تھا:

(الف) ہلدی (ب) ریٹھے (ج) نمک (د) مرچیں

(iv) گھنٹی میز پر سے اُٹھا کر انگیٹھی پر رکھی تھی:

(الف) خود میاں نے (ب) بیوی نے (ج) ملازم (للّو) نے (د) ننّھے نے

(v) میاں دفتر جانے کے لیے طلب کرتا ہے:

(الف) ٹوپی اور شیروانی (ب) ٹوپی اور جوتا (ج) ٹوپی اور مفلر (د) ٹوپی اور چھڑی

(۲) سبق "آرام وسکون" کے متن کے مطابق دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) ڈاکٹر نے مریض (میاں) کو دوا کے بجائے کیا تجویز کیا؟

(ب) گھر میں خدمت سے زیادہ شور وغل ہو تو اس سے انسانی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(ج) صحت مند رہنے کے لیے اچھی خوراک کے علاوہ کیا چیز درکار ہے؟

(د) ہم سائے کی کون سی حرکت سے میاں کے آرام میں خلل واقع ہو رہا تھا؟

(ہ) میاں نے گھر میں آرام وسکون میسّر نہ آنے پر کہاں جانے کو ترجیح دی؟

۳ سبق "آرام و سکون" کے متن کے مطابق خالی جگہیں پُر کریں۔

(الف) میرے خیال میں دوا سے زیادہ _______ کی ضرورت ہے۔

(ب) بیسیوں مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ اتنا کام نہ کرو _______ صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

(ج) جی نہیں! دوا کی _______ ضرورت نہیں۔

(د) خاموشی اعصاب کو ایک طرح کی _______ بخشتی ہے۔

(ہ) _______ کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا کہ گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے۔

حروف کی اقسام

حرف وہ کلمہ ہے جو نہ تو کسی شخص یا چیز کا نام ہو، نہ کسی کام کے کرنے یا ہونے کو ظاہر کرے اور نہ ہی اپنے الگ کوئی معنی رکھتا ہو بلکہ یہ مختلف کلموں کو آپس میں ملاتا اور ان کے ساتھ مل کر با معنی بنتا ہے۔ جیسے: "نمازی مسجد میں ہے۔" اس جملے میں لفظوں کا تعلق "میں" کی وجہ سے ہے اگر یہ نہ ہو تو جملہ بے معنی ہو جائے اور "میں" حرف ہے۔ اُردو میں حروف کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:-

- حروفِ جار: وہ حروف ہیں جو اسما اور افعال کو آپس میں ملاتے ہیں، مثلاً: میں، سے، پر، تک، ساتھ، اوپر، نیچے، لیے، واسطے، آگے، پیچھے، اندر، باہر، پاس، درمیان وغیرہ۔
- حروفِ اضافت: وہ حروف ہیں جو اسموں کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ اردو میں بالعموم "کا، کے، کی" حروفِ اضافت ہیں اور زیادہ تر یہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً: طیّب کا سکول، تنزیلہ کی گڑیا وغیرہ
- حروفِ عطف: وہ حروف ہیں جو دو اسموں کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً: امیر و غریب، احمد اور اسلم، بچّہ ذرا سا جاگا پھر سو گیا۔ ان مثالوں میں "و، اور، پھر" حروفِ عطف ہیں جو دو اسموں کے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔
- حروفِ اِستفہام: وہ حروف ہیں جو کچھ پوچھنے یا سوال کرنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں، مثلاً: کیا، کیوں، کب، کون، کیسا، کس لیے، کس طرح، کتنا، کیوں کر، کس قدر، کہاں وغیرہ۔
- حروفِ تشبیہ: وہ حروف ہیں جو کسی ایک چیز کو کسی دوسری چیز کے مشابہ یا مانند قرار دینے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، مثلاً: مانند، کی طرح، جیسا، سا، جوں، مثل، مثال، صورت، بعینہٖ، ہو بہو، کا سا، کی سی وغیرہ۔
- حروفِ علّت: وہ حروف ہیں جو کسی بات کی علّت، وجہ یا سبب کو ظاہر کریں، جیسے: کیوں کہ، اس لیے، بدیں وجہ، بایں وجہ، بدیں سبب، تا کہ، اس لیے کہ، تا، چناں چہ، اس واسطے، اسی باعث کہ، لہٰذا وغیرہ۔
- حروفِ شرط و جزا: وہ حروف جو شرط کے موقع پر بولے جائیں، حروفِ شرط کہلاتے ہیں۔ حروفِ شرط کے بعد دوسرے جملے میں جو حروف لائے جاتے ہیں، انھیں حروفِ جزا کہتے ہیں۔ مثلاً: اگر وہ محنت کرتا تو کامیاب ہو جاتا۔ جب وہ آیا تب میں گیا۔ ان جملوں میں "اگر" اور "جب" حروفِ شرط اور "تو" اور "تب" حروفِ جزا ہیں۔

www.ilmkidunya.com

- حروفِ اضراب: وہ حروف ہیں جو ایک چیز کو رد گردانی کر کے یا ترقی دے کر اعلیٰ کو ادنیٰ یا ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتے ہیں، مثلاً: وہ انسان نہیں بلکہ حیوان ہے۔ یہ تربوز بڑا ہی نہیں بلکہ میٹھا بھی ہے۔ ان دونوں مثالوں میں "بلکہ" حرفِ ضرب ہے۔
- حروفِ تردید: وہ حروف ہیں جو دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں، جیسے: غریب ہو یا امیر، اچھا ہو یا کہ برا، خواہ یہ لو خواہ وہ لو، چاہے رہیں چاہے چلے جائیں وغیرہ۔ جملوں میں "یا، کہ، خواہ، چاہے" حروفِ تردید ہیں۔
- حرفِ بیان: وہ حرف جو کسی وضاحت کے لیے استعمال کیا جائے اور وہ حرف "کہ" ہے۔ مثلاً: جب استاد نے شاگرد سے کہا کہ سبق پڑھو۔ باپ نے بیٹے سے کہا کہ محنت سے کام لو۔ وغیرہ۔

(۴) مندرجہ ذیل حروف کی اقسام کی تعریف بیان کریں اور دو دو مثالیں دیں۔

(الف) حروفِ استفہام (ب) حروفِ تشبیہ (ج) حروفِ شرط و جزا (د) حروفِ بیان (ہ) حروفِ تردید

سابقے لاحقے

اُردو زبان میں سابقوں اور لاحقوں کی اہمیت کسی بیان کی محتاج نہیں۔ ان کی مدد سے بے شمار الفاظ بنتے رہتے ہیں اور زبان کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا رہتا ہے۔

سابقہ: سابقہ سے مراد وہ علامت ہے جو نیا لفظ یا نئی ترکیب بنانے کے لیے کسی لفظ کے شروع میں لگائی جائے۔ مثلاً: خود غرض، خود شناس، خود مختار میں "خود" سابقہ ہے

لاحقہ: لاحقہ سے مراد وہ علامت ہے جو کسی لفظ کے آخر میں لگائی جائے۔ مثلاً: خطرناک، دردناک، غم ناک میں "ناک" لاحقہ ہے۔

(۵) سابقوں: "با، پیش، کم، ہم" اور لاحقوں: "آرا، پن، دار، ستان" کی مدد سے تین تین الفاظ بنائیں۔

مکالمہ نگاری

مکالمہ کے لغوی معنی تو کلام یا گفت گو کرنے کے ہیں مگر اصطلاح میں دو یا دو سے زیادہ افراد کے مابین کسی موضوع سے متعلق گفت گو کرنے کو مکالمہ کہتے ہیں۔ اچھا مکالمہ وہ ہے جس میں روز مرہ بول چال کا انداز اور بے تکلف لب و لہجہ اختیار کیا گیا ہو اور جو حقیقی زندگی کے قریب تر ہو۔ تحریر و تقریر میں مکالمے کو خاص اہمیت حاصل ہے کیوں کہ بات چیت ہی سے کسی فرد کی شخصیت اور صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک اچھا مکالمہ لکھنے کے لیے درج ذیل امور کا ہمیشہ خیال رکھیں:

- گفت گو کرتے وقت مخاطب اور مخاطب الیہ کے مقام و مرتبہ کا خیال رکھا جائے۔
- مکالمہ لکھتے وقت زمانی اور مکانی ترتیب و تنظیم کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
- مکالمہ نگاری میں رموزِ اوقاف کی علامتوں کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

- مکالمے میں تصنّع اور بناوٹ کے بجائے فطری بے ساختگی سے کام لیا جائے۔
- گفت گو کے ساتھ ساتھ جسمانی حرکات و سکنات اور اشارات کا بھی خیال رکھا جائے۔
- مکالمے کا اختتام فطری انداز میں ہونا چاہیے۔

(۶) ڈراما "آرام و سکون" مکالمہ نگاری کی ایک عمدہ مثال ہے۔ اس انداز کو ملحوظ رکھتے ہوئے استاد اور اس کے دو شاگردوں کے مابین "ٹریفک کے قوانین کیوں ضروری ہیں؟" کے موضوع پر ایک مکالمہ تحریر کریں۔

سرگرمیاں:

- طلبہ سیّد امتیاز علی تاج کا ایک اور مزاحیہ ڈراما "بیگم کی بلّی" تلاش کریں اور اسے بہ غور پڑھیں۔
- طلبہ ڈاکٹر اور مریض کے مابین ہونے والی مفروضہ گفت گو کو مکالمے کی صورت میں لکھیں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ بیشتر ڈراموں میں معاشرے کے ناہموار پہلوؤں کو دل چسپ اور شگفتہ انداز میں موضوع بنایا جاتا ہے۔
۲۔ طلبہ کو یہ بھی بتائیں کہ ڈراما نگار کا مقصد باتوں ہی باتوں میں اصلاحِ احوال بھی ہوتا ہے۔
۳۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ڈراما "آرام و سکون" کی تدریس سے پہلے طلبہ کو طربیہ ڈراموں کی نوعیت سے متعارف کرائیں۔
۴۔ اساتذہ سیّد امتیاز علی تاج کا تعارف کراتے ہوئے اُن کے معروف ڈرامے "انارکلی" کا بھی ذکر کریں۔